OPEN ACCESS
ACTA ISLAMICA
ISSN (Print): 2411-7315
http://sbbu.edu.pk/actaislamica

پناہ گزین کے حقوق وفرائض اور مسائل ومشکلات کا تحقیقی مطالعہ
ہجرت حبشہ ومدینہ کے تناظر میں

Research Study of the Rights, Duties, problems and Difficulties of Refugees in the light of the Emigration of Habsha and Madina

Dr. Qari Muhammad Fayaz
Assistant Professor, Department of Islamic and Religious Studies, Hazara University, Mansehra
drfayaz1970@gmail.com

Dr. Saeed ul Haq Jadoon
Lecturer, Department of Islamic and Religious Studies, Hazara University, Mansehra
saeedulhaqjadoon@gmail.com

Sami ul Haq Jadoon
M.Phil Scholar, Department of Islamic and Religious Studies, Hazara University, Mansehra
samijadoon8@gmail.com

Abstract

The life of the Holy Prophet(SAW) is an eminent source of guiance for the muslim Ummah, as there is a comprehensive solution of every sort of problem in the every incident of the life of Holy Prophet (SAW), incidents of Hijrat-e- Habsha and Madina are among them, therefore these incidents are not limit only to stories but mulims gets guidance and aspiration from these incdents.
provides muslims some sort of guidance among which remains the most important problem along with solution of rights, duties, problems and difficulties.

Today Muslims are living there refugee lives in a large numbers in so many countries, the refugees of Afghanistan, Syria, and of Palisteen e.t.c are in the state of refugeeism. they have fucing a lot of problems in these countries.

In the life of Holy Prophet (SAW) there is an elegant solution of refugees rights, duties, problems and difficulties, which is in burnt issue of international problem in moden times.

In this Article research will be conducted on the Assessment on the right,duties, problems and difficulties of refugees of modern time in the light of Hijrat e Habsha and Hijrat e Madina.
Key Words: *Holy Prophet (SAW), Rights, Duties, problems, Difficulties, Refugees, Emigration, Habsha, Madina, Assessment, countries, International problem.*

نبی کریم ﷺ کی زندگی کا ہر پہلو امت کی تعلیم وتربیت کا ذریعہ ہے، مکی زندگی ہو یا مدنی، حالتِ امن ہو یا حالتِ جنگ، ہجرت ہو یا جہاد، ہر صورت میں سیرت طیبہ امتِ مسلمہ کے لئے راہنمائی کا ذریعہ ہے، سیرتِ طیبہ کے ہر واقعے میں امت کے مسائل کا حل موجود ہے، مثلاً ہجرتِ حبشہ اور ہجرت مدینہ دو واقعات ہیں، لیکن ان واقعات کے تناظر میں مسلمانوں کو کئی پہلو سے راہنمائی ملتی ہے، ہجرت کا بنیادی مقصد مسلمانوں میں یہ جذبہ ابھارنا ہے کہ اسلامی نظریے کی حفاظت کے

cc BY

لئے اگر وطن چھوڑنا پڑے تو وطن کو خیر باد کہہ دیا جائے لیکن اسلامی نظریہ اور ایمان کو محفوظ رکھا جائے، جہاں مسلمانوں کو آزادی سے عبادت کرنے کی اجازت نہ ہو اور ظلم وبربریت کا سامنا ہو تو اس صورت میں انھیں یہی سرزمین چھوڑنے کا حکم دیا گیا ہے، گویا ایک مسلمان کے لئے مال ودولت اور جائیداد وجاگیر بلکہ اپنی جان اور اپنے اولاد سے زیادہ قیمتی اثاثہ ایمان اور اسلام ہے، اس کے بچاؤ کے لئے سب چیزوں کو قربان کرنا پڑے گا، جس کی زندہ مثال نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ میں ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ ہے۔

کوئی بھی معمولی کام بھی بغیر کسی مقصد اور ارادے کے نہیں کیا جاتا ہے چہ جائے کہ ہجرت جیسے عظیم کام کو کیسے بغیر مقصد کے کیا جاتا، ہجرت یعنی وطن چھوڑنا ظاہراً ناکامی کی علامت ہے لیکن سیرت طیبہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ نبی کریم ﷺ کی کامیابی تھی، نبی کریم ﷺ نے بحیثیت سالارِ قوم جن مقاصد کے لئے ہجرت کی اس کے نتائج وثمرات آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے اپنی آنکھوں سے دیکھے، اور آج سیرت طیبہ کے مطالعے سے ہر ایک شخص اس کا اندازہ کرسکتا ہے، یہ نبی کریم ﷺ کی سیاسی حکمت عملی کا بین ثبوت ہے، ہجرت کے اس واقعہ سے کئی مسائل مستنبط ہوتے ہیں جن میں سے ایک اہم مسئلہ پناہ گزین کے حقوق اور فرائض اور مسائل ومشکلات کا حل ہے، آج مسلمان مختلف ممالک میں ہجرت کی زندگی گزار رہے ہیں، افغانستان کے مہاجرین، شام کے مہاجرین، لیبیا کے مہاجرین، وغیرہ نے مختلف ممالک میں پناہ لی ہے، ان لوگوں کے بے شمار مسائل مشکلات ہیں، جن کو اقوام متحدہ مختلف اوقات میں حل کرنے کی کوشش کرتی ہے، اس طرح ان لوگوں کے حقوق بھی ہیں جن کا خیال رکھنا ضروری ہے، ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ سے ان مسائل کے حل کے لئے تدابیر اور حکمتِ عملی مستنبط ہوتی ہے، جو عصر حاضر میں مہاجرین کے مشکلات کا حل اور مداویٰ ہے۔

ہجرتِ حبشہ اور ہجرتِ مدینہ صرف ایک واقعہ نہیں ہے جو رونما ہو کر ختم ہوئی بلکہ یہ رہتی دنیا تک مسلمانوں پر ہونے والے مظالم سے نجات حاصل کرنے کے لئے ایک لائحہ عمل ہے، ہمیں یہ واقعات صرف عہد نبوت تک محدود نہیں رکھنا چاہئے بلکہ ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ کے واقعات میں عصرِ جدید میں بھی پناہ گزین کے مسائل اور حقوق وفرائض سمیت سماج کے اہم مسائل کا حل اور معاشرتی امراض کا علاج موجود ہے، چنانچہ ایک عالم عرب کے ایک معاصر سیرت نگار علی نائف لکھتے ہیں:

إن بين أيدينا هجرةُ الرسول صلى الله عليه وسلم وفيها الدواءُ الناجعُ لكثيرٍ من أمراضِنا وأوضاعِنا وعللنا.[1]

ہمارے سامنے رسول اللہ ﷺ کی ہجرت ہے جس میں ہمارے بہت سے بیماریوں کے لئے مفید دوا ہے۔

اس لئے آرٹیکل میں ہجرتِ حبشہ اور ہجرت مدینہ کے تناظر عالمی سطح پر افغانستان، عراق، شام، برما اور فلسطین کے جو پناہ گزین مختلف ممالک میں زندگی گزار رہے ہیں، ان کے مسائل ومشکلات کا حل اور ان کے حقوق وفرائض پر تحقیقی بحث پیشِ خدمت ہے۔

مہاجرین اور پناہ گزین کا تعارف

مہاجرین، مہاجر کی جمع ہے اور مہاجر اسم فاعل کا صیغہ ہے، جو ہجر سے ماخوذ ہے، جس کا معنیٰ ہے چھوڑنا، علامہ عثیمینؒ اس کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

الهجرة في اللغة: "مأخوذه من الهجر وهو الترك".[2]

قرآن کریم میں ہجر کا لفظ مذکور ہے جو چھوڑنے کے معنیٰ میں مستعمل ہوا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ}[3]

"اور شرک کی گندگی سے تو الگ ہی رہو"۔

حدیث شریف میں بھی ہجر کا لفظ چھوڑنے کے معنیٰ میں استعمال ہوا ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

وَالمهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللَّهُ عَنْهُ[4]

"اور مہاجر وہ ہے جو ان باتوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔"

ہجرت کو ہجرت اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اس میں بھی اپنے ملک، مال و جائیداد اور عزیز و اقارب کو چھوڑ دیا جاتا ہے، اس کی وجہ تسمیہ کے بارے علامہ ابن بازؒ لکھتے ہیں:

"لغت میں ہجرت کا معنیٰ چھوڑنا ہے، چونکہ ہجرت میں بھی لوگ ایک وطن کو چھوڑ کر دوسرے وطن منتقل ہو جاتے ہیں اس وجہ سے اس کا نام ہجرت پڑ گیا۔[5]

اصطلاحِ شریعتِ اسلامی میں دار کفر کو چھوڑ کر دار الاسلام کی طرف آنے کو ہجرت کہا جاتا ہے اور جو شخص یہ سفر اختیار کرتا ہے اس کو مہاجر کہا جاتا ہے، ہجرت کی اصطلاحی تعریف کرتے ہوئے علامہ ابن بازؒ لکھتے ہیں:

"الانْتِقَالُ مِنْ بَلَدِ الشِّرْكِ إِلَى بَلَدِ الإِسْلامِ".[6]

"شرک کے وطن سے اسلام کے وطن کی طرف منتقل ہونا۔"

معاصر محقق ابو خالد الخالدی اس تعریف کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

والهجرة في اللغة: الإنتقال من أرض إلى أرض وفي الشرع الإنتقال من مواضع الشرك والمعاصي إلى بلد الإسلام والطاعة فكل موضع لايقدر الإنسان فيه على إظهار دينه يجب عليه أن يهاجر إلى موضعٍ يقدر فيه على إظهار دينه[7]

ہجرت لغت میں ایک ملک سے دوسرے کو منتقل ہونے کو کہتے ہیں اور شریعت میں شرک اور معاصی کے مقامات سے اسلام اور اطاعت کی سرزمین کو منتقل ہونا ہے، پس ہر وہ مقام جہاں انسان اپنے دین کا اظہار نہیں کر سکتا ہے، تو اس پر ضروری ہے کہ وہ اس جگہ کو چھوڑ کر ایسی جگہ جائے جہاں وہ دین کے اظہار کی طاقت رکھتا ہو۔

خلاصہ کلام یہ کہ اسلام میں ایسے لوگوں کے لئے مہاجر کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے، جب کہ عصر حاضر کے بین الاقوامی قوانین میں اس کے لئے پناہ گزین (Refugees) کی اصطلاح استعمال ہو رہی ہے، دونوں مترادف الفاظ ہیں، جو ایک مقصد کے لئے مستعمل ہوتے ہیں۔ بین الاقوامی قوانین میں ہر قسم کی آزادی حاصل کرنے کے لئے وطن چھوڑنے کو پناہ گزینی کہا جاتا ہے، بین الاقوامی قوانین میں پناہ گزینوں کے حقوق کے لئے جنیوا کونشن 1951ء بنیادی مصدر کی حیثیت رکھتا ہے، اس معاہدہ کی رو سے پناہ گزین کی تعریف یوں کی گئی ہے:

پناہ گزین کی حیثیت ہر اس شخص کو دی جاتی ہے، جو نسل، مذہب، قومیت، کسی خاص سماجی یا سیاسی رائے کی رکنیت کی بنا پر تعاقب کا حقیقی خوف رکھتا ہو اور اپنی شہریت کے ملک سے باہر ہو اور اپنے ملک سے تحفظ کا فائدہ اٹھانے پر قادر نہ ہو، یا اس طرح کے خوف کی وجہ سے خود اس ملک کے تحفظ سے فائدہ اٹھانے کے لئے تیار نہ ہو۔[8]

اس تعریف کی رو سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ بین الاقوامی قوانین میں خوف سے امن حاصل کرنے کے لئے جو شخص ایسے وطن کو چھوڑ دے جہاں اس کو شہریت حاصل تھی تو یہ شخص پناہ گزین میں شمار ہوگا، اسلامی تاریخ میں اس کی مثال ہجرت حبشہ ہے جس میں صحابہ کرامؓ نے کفار مکہ کے ظلم و بربریت سے نجات حاصل کرنے کے لئے اپنے آبائی وطن مکہ مکرمہ کو چھوڑ دیا، جس کی وضاحت بعض معاصر محققین نے ان الفاظ میں کی ہے:

وقد وقعت في الإسلام على وجهين الأول: الانتقال من دار الخوف إلى دار الأمن، كما في هجرتي الحبشة الأولى، والثانية، وابتداء الهجرة من مكة إلى المدينة، الثاني الهجرة من دار الكفر إلى دار الإيمان؛ وذلك بعد أن استقر النبي صلى الله عليه وسلم بالمدينة، وهاجر إليه من أمكنه ذلك من المسلمين۔[9]

"اسلام میں ہجرت دو طرح واقع ہوا ہے، ایک دار الخوف سے دار الامان کو منتقل ہونا، جیسا کہ حبشہ کی پہلی اور دوسری ہجرت اور مکہ سے مدینہ کی ابتدائی ہجرت۔ دوسری قسم دارِ کفر سے دار الایمان کی طرف ہجرت۔ یہ اس وقت ہوئی جب نبی کریم ﷺ مدینہ میں رہنے لگے، تو مختلف مقامات سے مسلمان ان کی طرف ہجرت کرنے لگے۔"

اسلام میں ہجرت کی ضرورت اور اہمیت

شریعت اسلامی میں جہاد کے بعد سب سے زیادہ اہم عمل ہجرت ہے، کیونکہ ہجرت ایمان اور عقیدے کی حفاظت کا ذریعہ ہے، اسلامی تعلیمات کے مطابق مسلمان کا اصل اثاثہ، مال اور جائیداد نہیں ہے اور نہ ہی اس کا مقصد حیات پیٹ پرستی ہے بلکہ اس کا متاع گراں اور اس کا قیمتی اثاثہ اس کا ایمان وعقیدہ ہے، جس کے لئے اگر جان ومال اور گھر بار کی قربانی دینی پڑے تو ایمان اور عقیدے جیسے قیمتی اثاثے کے مقابلے اس کی حیثیت کچھ نہیں، جس سے ہجرت کی اہمیت کا اندازہ لگتا ہے، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی ہجرت کی اہمیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ہجرت کی اسلام میں کیوں اتنی اہمیت ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک مسلمان کے لئے دنیا میں سب سے زیادہ اہم اگر کوئی چیز ہے تو وہ نہ اس کا اپنا وطن ہے نہ اس کی قوم ہے، نہ اس کی روٹی ہے، نہ اس کا پیٹ ہے، بلکہ اس کے لئے سب سے اہم چیز یہ ہے کہ جن اصولوں پر وہ ایمان لایا ہے ان کے مطابق وہ زندگی بسر کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر سکے۔ اگر وہ اُن اصولوں کے مطابق زندگی بسر نہ کر سکے تو اس کے لئے آزادی کیا خود زندگی ہی بے معنی ہو جاتی ہے، وہ اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دینا زیادہ بہتر سمجھے گا بہ نسبتِ اس کے کہ اُن اصولوں کو قربان کرے جن پر اس کے ایمان کا دار مدار ہے اور جن کے متعلق وہ یقین رکھتا ہے کہ وہ اصول حق ہیں، اور خدا اور رسول کے دیے ہوئے ہیں۔ عرب سے رسول اللہ ﷺ کے جن پیرووں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی وہ اسی بنا پر، اسی طرح نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی، نبی کریم ﷺ نے کیوں ہجرت کی؟ آپ مکہ کے باشندے تھے، مکہ میں آپ ﷺ کو وہ تمام حقوق حاصل تھے، جو مکہ کے کسی شہری کو حاصل تھے، آپ ﷺ کے ساتھیوں کو بھی وہ تمام حقوق حاصل تھے، جو کسی قریشی کو قریشی ہونے کی بنا پر حاصل ہوتے تھے، لیکن جس چیز کی وجہ سے آپ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے ساتھیوں نے گھر بار چھوڑا، رشتہ داروں کو چھوڑ دیا، جائیدادیں چھوڑ دیں اور تن کے کپڑوں میں نکل کھڑے ہوئے، وہ چیز یہ تھی کہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ان کو آزادی میسر نہ تھی، اسی آزادی کے لئے انھوں نے وطن چھوڑ دیا، اور ایک دوسرے شہر میں جا کر آباد ہوئے۔[10]

ہجرت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب تاریخ لکھنے کے لئے کسی خاص واقعہ کا حوالہ دینے کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرامؓ سے مشاورت کی، تو کسی نے کہا کہ تاریخ روم کے مطابق لکھی جائے اور کسی نے کہا کہ فارس کی تاریخ کے مطابق لکھی جائے۔[11] لیکن بعد میں اتفاق رائے سے یہ بات طے پائی کہ تاریخ کی ابتداء ہجرت سے ہو گی۔ اس سے اور زیادہ اہمیت کیا ہو گی کہ نبی کریم ﷺ کی پیدائش، بعثت، وصال، غزوہ بدر، اور فتح مکہ وغیرہ جیسے اہم واقعات میں سے کسی بھی واقعہ کو تاریخ کی ابتداء کے لئے معیار نہیں بنایا گیا، بلکہ اس کے لئے ہجرت کے واقعے کا تعین ہوا۔ جو اس واقعے کی عظمت اور اہمیت کے لئے بین ثبوت ہے۔[12]

ہجرتِ حبشہ وہجرتِ مدینہ کا تاریخی پس منظر

نبی کریم ﷺ کی نبوت ورسالت کو ماننے کے لئے قریشِ مکہ کسی قیمت پر تیار نہ تھے، اس لئے وہ نبی کریم ﷺ اور ان کے متبعین کی مخالفت کرتے تھے، بغض اور عناد کی بنیاد پر آہستہ آہستہ مخالفت اس حد تک پہنچ گئی کہ نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہؓ پر ظلم وتشدد کا سلسلہ شروع ہوا، بعد میں یہی ظلم اور تشدد انتہاء کو پہنچ گیا، صفی الرحمٰن مبارکفوریؒ تحریر فرماتے ہیں:

> كانت بداية الإضطهادات في أواسط أو أواخر السنة الرابعة من النبوة، بدأت ضعيفة، ثم لم تزل يوما فيوما وشهرا فشهرا حتى اشتدت وتفاقمت في أواسط السنة الخامسة، حتى نبا بهم المقام في مكة، وأوعزتهم أن يفكروا في حيلة تنجيهم من هذا العذاب الأليم۔[13]

جور وستم کا یہ سلسلہ نبوت کے چوتھے سال کے درمیان یا آخر میں شروع ہوا تھا، ابتداءً معمولی تھا، مگر دن بدن اور ماہ بماہ بڑھتا گیا، یہاں تک کہ نبوت کے پانچویں سال کا وسط آتے آتے اپنے شباب کو پہنچ گیا، حتیٰ کہ مسلمانوں کو مکہ میں رہنا دوبھر ہو گیا اور انھیں ان کے ستم رانیوں سے نجات کی تدبیر سوچنے کے لئے مجبور ہو جانا پڑا۔

اس مجبوری کی حالت میں ہجرت کے علاوہ اور کیا چارہ تھا؟ چنانچہ صحابہ کرامؓ نے نبی کریم ﷺ سے ہجرت کی اجازت چاہی اور عرض کیا کہ ہمیں کہاں پناہ مل سکتی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ آپ کو حبشہ میں آرام مل سکتا ہے۔[14] چنانچہ آپ ﷺ نے انھیں حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

إن بأرض الحبشة ملكاً لا يظلم أحد عنده، فالحقوا ببلاده حتى يجعل الله لكم فرجاً ومخرجاً مما أنتم فيه۔[15]

حبشہ کی سرزمین میں ایک بادشاہ ہے، جس کے ہاں کسی پر ظلم نہیں ہوتا ہے، وہ سچائی کی سرزمین ہے، جب تک یہاں کے حالات ٹھیک نہیں ہوتے تب تک آپ لوگ وہاں چلے جائیں۔

اس لئے پہلی دفعہ پانچ (5) رجب کو صحابہ کرامؓ کے پہلے گروہ نے حبشہ کی جانب ہجرت کی، جس میں بارہ مرد اور چار عورتیں تھیں۔[16] جب کہ دوسری دفعہ ہجرتِ حبشہ میں مردوں کی تعداد 80 اور عورتوں کی تعداد 18 تھی۔[17]

عقیدے اور نظریے کی حفاظت کے لئے نہ صرف یہ کہ صحابہ کرامؓ نے وطن چھوڑ دیا بلکہ نبی کریم ﷺ نے خود بھی اس کا عملی مظاہرہ کیا، جب کفارِ مکہ نے آپ ﷺ کے قتل کا منصوبہ بنایا تو آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت کی، معاصر سیرت نگار صفی الرحمٰن مبارکفوریؒ ہجرت کی تاریخ کا تعین کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ 27 صفر 14 نبوی بمطابق 13/12 ستمبر 622ء کے درمیانی رات اپنے مکان سے نکل کر ہجرت کے لئے گئے۔[18]

ہجرت کے اہداف ومقاصد

ہجرت ایک مشکل عمل ہے، دنیا میں ایک معمولی عمل بھی بغیر مقصد کے نہیں کیا جاتا ہے تو ہجرت جیسے عظیم عمل کیسے بے مقصد کیا جا سکتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ ہجرت کے کئی مقاصد واہداف ہیں، اگر مہاجرین اس عمل کے اہداف ومقاصد کو مدنظر رکھیں تو وہ ان مصائب ومشکلات پر صبر واستقامت سے کام لیں گے، اگر ان مقاصد کو نظرانداز کیا جائے تو پھر ہجرت کے دنیوی اور اخروی مقاصد اور ثمرات مرتب نہیں ہو سکتے ہیں، ان اہداف ومقاصد میں سے چند حسب ذیل ہیں:

1۔ اسلامی ریاست کا قیام

ہجرت کے بے شمار مقاصد میں سے ایک کلیدی مقصد اسلام کی سربلندی تھی، اگر سیرت کے ایک مبتدی طالب علم سے پوچھ لیا جائے کہ عہدِ رسالت میں اسلام کی سربلندی اور عرب کے دور دراز علاقوں تک اسلام کی اشاعت کا مرکز کہاں تھا؟ تو وہ جواب دے گا کہ وہ مدینہ منورہ کی اسلامی ریاست تھی اور یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ مدینہ منورہ کی اسلامی ریاست کی بنیاد ہجرت مدینہ ہی ہے۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کے معاشی استحکام، معاشرتی مظالم سے چھٹکارا، پرامن ماحول میں اسلامی تعلیمات کی اشاعت، مثالی معاشرے کی تشکیل جیسے اہم امور اسلامی ریاست کے توسط سے ہی حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ مصطفیٰ حسن السباعیؒ ہجرت اور مواخات کو اسلامی معاشرے اور اسلامی ریاست کی بنیاد قرار دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

وأقام على أساسها أول مجتمع، وأول دولة؟[19]

"اور اس کی بنیاد پر پہلا (اسلامی) معاشرہ اور پہلی (اسلامی) ریاست بنی۔"

2۔ دینِ اسلام کی نشرواشاعت

ہجرت کا ایک ہدف دین کی نشرواشاعت ہے،[20] چنانچہ صحابہ کرامؓ حبشہ گئے اور وہاں کے لوگ مسلمان ہوئے، تاریخ اسلام کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے، کہ حبشہ میں جہاد نہیں ہوا ہے اس کے باوجود وہاں کے نصرانی مسلمان ہوئے، جن کے سرخیل نجاشی بادشاہ تھے، اس کی اصل وجہ صحابہ کرامؓ کے بہترین اخلاق تھے، جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ہجرت کا ایک بنیادی ہدف دعوت ہے۔ اس طرح نبی کریم ﷺ جب مدینہ منورہ گئے تو وہاں آپ کے جانے سے پہلے بھی مصعب بن عمیرؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ کی محنت سے ماحول سازگار تھا اور ہر گھر میں نبی کریم ﷺ کے تذکرے کئے جاتے تھے، جیسا کہ ابن ہشام لکھتے ہیں:

"لم تبق دار من دور الأنصار إلا وفيها ذكر من رسول الله صلى الله عليه وسلم"[21]

انصار کے گھروں میں کوئی ایسا گھر نہیں تھا جہاں نبی کریم ﷺ کا تذکرہ نہیں ہوتا تھا۔

ہجرت کے بعد تو وہ لوگ نبی کریم ﷺ کے اعوان انصار بن گئے اور عرب کے اطراف اکناف میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ دعوت، جہاد اور درس وتدریس کے کاموں میں بھرپور حصہ لیتے رہے، گویا دین کی نشرواشاعت کے لئے مدینہ منورہ ایک مرکز بن گیا، اس نتیجے سے یہ اندازہ لگتا ہے کہ ہجرت کا مقصد دین کی دعوت اور نشرواشاعت تھا۔

3۔ مسلمانوں کے درمیان اجتماعیت

اللہ تعالیٰ نے پوری امتِ مسلمہ کو یک جان قرار دیا ہے اور ان کے درمیان اجتماعیت پیدا کرنے کے حوالے سے مختلف مواقع پر احکام دیئے ہیں، چنانچہ پنج وقتہ نماز باجماعت کا قیام، نمازِ جمعہ اور عیدین کا اجتماعی طور پر ادا کرنا، حج جیسے فریضے کی ادائیگی اور اس طرح کے دیگر بہت سے احکام کے مقاصد میں سے اجتماعیت کا قیام اور مظاہرہ ہے۔ ہجرت کے مقاصد میں سے بھی ایک اہم مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کے درمیان اجتماعیت کی فضا قائم ہوسکے۔ ہجرتِ مدینہ سے پہلے مسلمان مختلف مقامات میں پھیلے ہوئے تھے اور ان کا کوئی مرکز نہیں تھا جس سے وہ پرامن طریقے سے اپنا رابطہ قائم کرسکیں۔ دکتور عبدالحہ فرماوی ہجرت کے مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ومن الدروس البارزة النافعة القيمة في الهجرة النبوية الشريفة : وجوب الوضوح في التعاملات بين المسلمين ، على أن تكون وفق ما شرع الله تعالى ورسوله ، ونابعة منه ، سواء أكانت هذه التعاملات في الجانب الاجتماعي أم في الجانب الاقتصادي ، للأمة المسلمة.[22]

> ہجرتِ نبوی کے عظیم اور مفید دروس میں سے یہ ہے کہ مسلمانوں کے باہمی معاملات اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے مقرر کردہ طریقوں کے مطابق ہوں چاہے وہ امتِ مسلمہ اجتماعی معاملات ہوں یا اقتصادی اور معاشی ہوں۔

پناہ گزین کے حقوق وفرائض

ہر انسان کی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات رکھی ہے کہ وہ اپنے ملک وملت سے محبت رکھتا ہے اور حتی الامکان اپنے آبائی وطن اور علاقے کو چھوڑنے پر راضی نہیں ہوتا، البتہ دینی یا دنیوی مجبوری اور عذر کی صورت میں انسان اپنا گھر بار چھوڑ کر دوسرے علاقے کی طرف ہجرت کرنے پر آمادہ ہوجاتا ہے۔ اور جب کوئی شخص اپنے دینی نظریے کے تحفظ کے لئے اپنا وطن چھوڑ کر ہجرت کے لئے کمربستہ ہوجائے تو جس ملک اور جس علاقے میں وہ پناہ لیتا ہے، اور وہ حکومت وریاست اس کو پناہ دے دے تو اس ملک میں اس مہاجر کے جو حقوق وفرائض ہیں، اس کا لحاظ رکھنا اور اس کو احسن طریقے سے سرانجام دینا حکومت اور عوام النّاس کی ذمہ داری ہوتی ہے، ہجرتِ حبشہ اور ہجرتِ مدینہ کے تناظر میں وہ حقوق اور فرائض حسبِ ذیل ہیں۔

1۔ پناہ گزین کے جان ومال کو تحفظ فراہم کرنا

پناہ گزین جو اپنے ملک وقوم اور اپنے ابائی علاقے کو خیرباد کہہ دیتے ہیں اس کی وجہ یہ ہوتی ہے، کہ وہاں اس کا جان ومال محفوظ نہیں ہوتا ہے، اب جس ملک میں جاتے ہیں وہاں ان کا جانا اس مقصد کے لئے ہوتا ہے کہ ان کو تحفظ مل جائے، اس حوالے سے اقوام متحدہ نے پناہ گزین کے لئے تین شرائط قرار دیئے ہیں:

1۔ جس کو اپنے ملک میں سزائے موت کا خطرہ ہو۔

2۔ تشدد اور حقارت آمیز غیر انسانی برتاؤ کا خطرہ ہو۔

3۔ ایک عام شہری کی صورت میں براہ راست انفرادی یا اجتماعی طور پر کسی سے سنگین خطرہ ہو۔[23]

جن خطرات کی وجہ سے ایک پناہ گزین کسی ملک میں پناہ لیتا ہے تو وہاں بھی اس کا یہ حق بنتا ہے کہ اس کو ان مراحل میں تحفظ دیا جائے، موت، تشدد اور غیر انسانی رویوں سے اس کی حفاظت کرنا اس ملک کی ذمہ داری ہے جس میں پناہ لی ہوئی ہے، یہ ان کا شرعی اور بین الاقوامی حق بنتا ہے، سیرت طیبہ میں اس کی مثال ہجرت

حبشہ ہے، حضرات صحابہ کرامؓ جب حبشہ گئے تو وہاں نجاشی بادشاہ نے ان کو ہر قسم کا تحفظ فراہم کیا، ان کے مال وجان کے ساتھ ساتھ ان کے عقیدے کو بھی تحفظ فراہم کیا، اور مشرکین مکہ کے ظلم وستم سے ان کو بچایا۔

2۔ پناہ گزین کے نظریے اور عقیدے کا تحفظ

مہاجرین کا یہ حق ہے کہ انھوں نے جس عقیدے کے تحفظ کے لئے ہجرت کیا ہے، اس عقیدے اور نظریے کو تحفظ دیا جائے، جس ملک میں اس نے پناہ لی وہاں کے حکمرانوں کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اس پناہ گزین کو تحفظ فراہم کرلیں، جیسا کہ صحابہ کرامؓ کو معلوم ہوا کہ مکہ میں ان کے نظریے کے تحفظ میں ان کو مشکلات کا سامنا ہے تو انھوں نے نبی کریم ﷺ سے ہجرت کی اجازت لے لی، آپ ﷺ نے اُن کو حبشہ ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔ حبشہ میں نجاشی بادشاہ نے ان کو تحفظ فراہم کیا، حالانکہ مشرکینِ مکہ نے نجاشی کے دربار میں ان مہاجرین کے خلاف درخواست دائر کی کہ ان کو پناہ نہ دی جائے اور ان کو ہمارے حوالہ کیا جائے، لیکن اس کے باوجود نجاشی نے صحابہ کرامؓ کو پناہ دی۔ صحابہ کرامؓ کی نیشنلٹی وطن نہیں عقیدہ اور نظریہ تھا، اس لئے جب انھوں نے دیکھا کہ مکہ میں ان کے دین اور نظریے کی حفاظت نہیں ہو سکتی ہے تو انھوں نے اپنے مال وجائیداد کو اپنے عقیدے کے لئے قربان کیا، چنانچہ معاصر محقق علی بن نائف الشحوذ اس واقعہ کے دروس وعبر کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لا بد أن نفهم هذه الهجرةَ فهماً حقيقيا بأن جنسيةَ المسلمِ ووطنِه هي عقيدتُه ، فالمسلمُ تبعًا لهذا المبدأ ، فلا يَهِنُ ولا يستكين ولا يقبل الذلَّ ، ولا يقبلُ الخور والضعفَ " {وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ}[24]. وفي خِضَمِّ هذا الواقعِ المزري يَحِقُّ لنا أن نتساءلَ : أين أخوةُ المهاجرينَ والأنصارِ مِن شعاراتِ حقوقِ الإنسانِ المعاصرةِ الزائفة كهذا الدينِ القويم؟[25]

ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم ہجرت کو حقیقی معنوں میں سمجھ لیں کہ مسلمان کی نیشنلٹی اور وطن اس کا عقیدہ ہے، چنانچہ مسلمان اسی بنیادی محور کا تابع ہوتا ہے، لہٰذا نہ وہ ذلت اور رسوائی کو قبول کرے گا، اور نہ ہی ضعف اور کمزوری کو تسلیم کرے گا، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے، اور بددل نہ ہونا اور غم نہ کرنا اگر تم سچے مومن ہو تو تم ہی غالب رہو گے۔ اس واقعہ کی مناسبت سے یہ ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم پوچھ لیں، کہ عصر حاضر میں انسانی حقوق کے نعروں میں انصار اور مہاجرین کی اخوت کہاں ہے، جس کی طرف دین اسلام نے ہمیں راغب کیا ہے؟

عقیدے اور نظریے کے دفاع کے لئے پناہ لینے کی صورت میں ان پناہ گزینوں کا یہ حق بنتا ہے کہ ان کے عقیدے کا خیال رکھا جائے، خواہ اسلامی ملک ہو یا سیکولر، کیونکہ صحابہ کرامؓ نے حبشہ ہجرت کی اور حبشہ نصرانیوں کا ملک تھا اور حکومت بھی ان کی تھی لیکن انھوں نے مسلمانوں کے عقیدے کے تحفظ میں اس حد تک کردار ادا کیا کہ ان کے مخالفین کو بھی ناراض رخصت کیا، آج بھی شام، فلسطین، برما اور دیگر ممالک کے پناہ گزین کو عقیدے کے تحفظ کا موقع فراہم کرنے کی ضرورت ہے، امداد اور پناہ کے بدلے میں ان کے عقائد ونظریات سے کھیلنا شرعی اور بین الاقوامی قوانین کی کھلی خلاف ورزی ہے۔

3۔ پناہ گزین کے ساتھ تعاون وتناصر

مہاجر کا یہ حق ہے کہ اس کی مدد کی جائے اور اس کو رہن سہن اور زندگی کے دیگر مراحل میں آسانی پیدا کی جائے، مشکلات وتکالیف سے بچایا جائے، آج عموماً جو پناہ گزین ہیں، وہ سخت تکلیف سے دوچار ہیں، کسی کے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں ہے تو کوئی سائے کے لئے شیلٹر کا محتاج ہے، کسی کے پاس موسم کا لباس نہیں ہے تو کوئی بیماری کے علاج سے قاصر ہے، حالانکہ یہ لوگ جس ملک میں پناہ لیتے ہیں، اس ملک کے حکمرانوں اور عوام کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ ان لوگوں کے مشکلات میں ان کا سہارا بن جائے، صرف اس ملک کا نہیں بلکہ بین الاقوامی دنیا کی ایک اہم ذمہ داری ہے، کہ وہ اس میں بھرپور تعاون کرلیں۔ ہجرتِ حبشہ اور ہجرتِ مدینہ کے تناظر میں مہاجر کے تعاون وتناصر کو موضوعِ بحث بناتے ہوئے مشہور سیرت نگار رمضان البوطی لکھتے ہیں:

وجوب نصرة المسلمين لبعضهم مهما إختلفت ديارهم وبلادهم ما دام ذلك ممكناً، فقد اتفق العلماء و الأئمة على أن المسلمين إذا قدروا على إستنقاذ المستضعفين أو المأسورين أو المظلومين من إخوانهم المسلمين، فى أى جهة من جهات الأرض، ثم لم يفعلوا ذلك فقد باؤا بإثم كبير.[26]

جہاں تک ممکن ہو مسلمانوں پر اپنے بھائیوں کی مدد کرنا فرض ہے، خواہ وہ دوسرے علاقوں اور ملکوں کے رہنے والے ہوں۔ علماء اور ائمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر مسلمان روئے زمین کے کسی حصے میں اپنے کمزور، مقید یا مظلوم مسلمان بھائیوں کی مدد کرنے اور انھیں ظلم سے نجات دلانے پر قادر ہوں، اس کے باوجود ایسا نہ کریں تو وہ سب گناہ گار ہوں گے۔

عہدِ حاضر میں اقوام متحدہ اور دیگر کئی ممالک مختلف پناہ گزینوں کو پناہ دے رہے ہیں، اور مختلف میادین میں ان کی امداد کر رہے ہیں، سب سے پہلے اس کے لئے ہنگامی رہائش گاہ کا بندوبست ان کا حق ہے، اس کے بعد ہنگامی دیکھ بھال کا فریضہ ہے، لیکن افسوس کہ آج مختلف ممالک میں پناہ گزین کی مدد اور ابتدائی دیکھ بھال کا بھی فوری انتظام نہیں کیا جاتا، جس کے نتیجے میں وہ بے سہارا لوگ گرمی کی شدت یا سردی کی ٹھنڈی لہروں کی وجہ سے زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں، جس کی مثال وقتاً فوقتاً اخبارات اور میڈیا پر شائع ہونے والے امتِ مسلمہ کے مظلومین کے واقعات ہیں، جیسا کہ برما اور شام کے مہاجرین کی ناگفتہ بہ حالت ہے۔

پناہ گزین کے مسائل و مشکلات

دنیا میں مختلف جنگوں کے نتیجے میں مہاجرین اور پناہ گزین کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے، اقوام متحدہ کے ذیلی ادارہ برائے مہاجرین اور The UN Refugees Agency (UNHCR) کے رپورٹ کے مطابق اس وقت 25.4 ملین لوگ پناہ گزینی کی زندگی گزار رہے ہیں،[27] جس کی وجہ سے آج دنیا کے اکثر ممالک میں پناہ گزین موجود ہیں، جس طرح پناہ گزینی کا رجحان بڑھتا ہے اس طرح ان کے مسائل اور مشکلات میں بھی اضافہ ہو رہا ہے، آج دنیا کے اطراف و اکناف میں مہاجرین بے شمار مسائل و مشکلات سے دوچار ہیں، جس پر کما حقہ غور و خوض نہیں کیا جا رہا ہے، نبی کریم ﷺ کی زندگی اور آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ میں ان مسائل کا بہترین حل موجود ہے، اس لئے ذیل میں عہد نبوی ﷺ میں مہاجرین کے مسائل و مشکلات کے تناظر میں عصر حاضر میں پناہ گزین کے مسائل و مشکلات کا تعین کیا جاتا ہے، ساتھ ہی ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ کے تناظر میں اس کا حل بھی پیش کیا جاتا ہے۔

1۔ مہاجرین کی تحقیر و توہین

ہجرت عزت کی علامت ہے، بے عزتی کی علامت نہیں ہے، افسوس کہ آج مہاجر کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے، مہاجرین جس ملک میں رہتے ہیں، وہاں کے اکثر لوگ ان کو اپنے اوپر بوجھ سمجھتے ہیں، ان کو ان کا حق نہیں دیتے ہیں، ان کو ڈرنے اور مقابلہ نہ کرنے کا عار دیا جاتا ہے، حالانکہ عزت اور ذلت کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ حکومت، عہدیدار اور صاحب اقتدار و سرمایہ دار عزت دینے اور لینے کا اختیار نہیں رکھتے ہیں، قرآن نے واضح تصریح کی ہے کہ عزت دینے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے، جس کو چاہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہے ذلت سے دوچار کر دیتا ہے۔[28] مادیت کے اس دور میں لوگ انسانوں اور حکومتوں کو عزت کا منبع قرار دیتے ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں:

{أَيَبْتَغُونَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا}[29]

کیا آپ ان کے ہاں عزت ڈھونڈتے ہیں، پس بیشک تمام تر عزت اور برتری اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کی تعمیل میں انسان کے لئے عزت و وقار کا سامان ہے، اگرچہ ظاہری طور پر اس میں عزت و وقار کی قربانی نظر آتی ہو، چاہے وہ حکم ہجرت کی صورت میں ہو یا دعوت، عبادت ہو یا معاشرت و معیشت کے حوالے سے فرمانِ الٰہی ہو، اس لئے مہاجرین کو حقارت کی نظر سے نہیں دیکھنا چاہئے، بلکہ ان کو عزت دینے اور حوصلہ دینے کی ضرورت ہے، اس حوالے سے اس علاقے کے لوگوں میں آگہی پھیلانے کی ضرورت ہے، جہاں پناہ گزین مقیم ہوتے ہیں۔ پناہ گزین ایک طرف اپنے وطن کو چھوڑتے ہیں تو دوسری طرف ان کے ساتھ حقارت آمیز رویہ رکھا جاتا ہے جس سے ان کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے، اس لئے اس حوالے سے اہلِ علم اور اہلِ قلم کو اپنا کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے۔

2۔ غربت و افلاس

پناہ گزین کا ایک بنیادی مسئلہ غربت وافلاس ہے، اس لئے اسلامی تعلیمات اور بین الاقوامی قوانین کے تناظر میں ان کا یہ حق بنتا ہے کہ ان کے معاش کو مستحکم کیا جائے، ابتداء میں پناہ گزین کے ساتھ تعاون وتناصر کا سلسلہ جاری رکھنا چاہئے تاکہ ان کے کھانے پینے اور رہائش کا بندوبست ہوسکے لیکن مستقل بنیادوں پر ان کو روزگار کے مواقع فراہم کرنے کی بڑی ضرورت ہے، اس ذمہ داری کو احسن طریقے سے نہ سرانجام دینے کی وجہ سے اکثر پناہ گزین بھکاری بن جاتے ہیں جس میں ایک طرف ان کی اپنی عزتِ نفس مجروح ہوتی ہے تو دوسری طرف وہ معاشرے پر بھی بوجھ بن جاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو انصار کے معاش مستحکم کرنے کے لئے پہلے مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات قائم کیا، پھر ان کو تجارت کے مواقع فراہم کئے۔[30]

مواخات میں انصار نے مہاجرین کے معاشی استحکام کے لئے جو قربانی دی، تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے، انصار نے دل کھول کر اپنا مال اور جائیداد مہاجرین کے سامنے پیش کی، جو اپنے اموال اور جائیداد اللہ کی راہ میں چھوڑ کر اپنے دین کے تحفظ و بقاء کی خاطر مدینہ منورہ آئے تھے، چنانچہ انصار نے مہاجر بھائیوں کو اپنے اموال اور جائیدادیں پیش کی تاکہ وہ اس میں برابر کے حصہ دار ہوں، بلکہ بعض نے تو اپنی طاقت سے زیادہ پیش کش کی، حتی کہ جس کی دو بیویاں تھیں ایک کو طلاق دے کر اپنے مہاجر بھائی کے حوالہ کرنے کیا۔ ان کی اس قربانی کی گواہی قرآن نے دی:[31]

{وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ }[32]

اور ان لوگوں کے لئے بھی جو مہاجرین سے پہلے اس گھر یعنی مدینے میں مقیم ہیں اور ایمان میں مضبوط ہیں، اور جو لوگ ہجرت کر کے ان کے پاس آتے ہیں، وہ ان سے محبت کرتے ہیں، اور جو کچھ ان کو ملا اس سے اپنے دل میں کچھ خواہش اور خلش نہیں پاتے ہیں اور ان کو اپنی جانوں پر مقدم رکھتے ہیں اگرچہ وہ خود بھی فاقے سے ہوں اور جو شخص خود غرضی سے بچا یا گیا، تو ایسے لوگ بامراد ہیں۔

اس تفصیل کے تناظر آج بھی اگر کہیں پناہ گزین ہیں تو ان کے لئے روزگار کا بندوبست کرنا حکومت وقت کی ذمہ داری ہے تاکہ یہ لوگ بھیک مانگنے پر مجبور نہ ہوں، عموماً جو لوگ پناہ لیتے ہیں، ان کو روزگار نہیں ملتا ہے اگر کہیں روزگار مل جائے تو وہ بھی بہت کم اجرت کے عوض، جس کے نتیجے میں ان کا معاشی استحصال کیا جاتا ہے، حاصل یہ کہ پناہ گزینوں کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سرمایہ دار اور کارخانہ دار لوگ ان سے کام زیادہ لیتے ہیں جب کہ اجرت بہت کم دیتے ہیں، جس کا مشاہدہ میڈیا کے بعض پروگراموں میں ہم کرسکتے ہیں۔ ان پناہ گزینوں کے ساتھ سرمایہ داروں کا یہ معاملہ ظلم کے ساتھ ساتھ ان کی حق تلفی بھی ہے۔

3۔ معاشرتی مظالم

مہاجرین اور پناہ گزین تو اپنے ملک اور وطن سے اس لئے ہجرت کرتے ہیں کہ وہ ظالموں کے مظالم سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اقوام متحدہ نے بھی ان لوگوں کو پناہ گزین قرار دیا ہے جو کسی تشدد اور غیر انسانی حقارت آمیز رویے کی وجہ سے وطن چھوڑ دیتے ہیں،[33] لیکن بعض اوقات جب یہی مظلوم لوگ کسی ملک میں پناہ لیتے ہیں تو وہاں پھر مظالم کا نشانہ بنتے ہیں، یہ ظلم کبھی تمسخر کی شکل میں ہوتا ہے، کبھی خوف اور تشدد کی شکل میں۔ اس لئے ان پناہ گزینوں کا یہ حق ہے کہ ان کو امن دیا جائے اور مظالم سے بچایا جائے۔ ہجرتِ حبشہ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ جب مسلمانوں نے مشرکین کے مظالم سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو مشرکین نے حبشہ میں بھی ان کا پیچھا کیا لیکن نجاشی نے ان کو امان دے کر مشرکین کو ناکام رخصت کیا۔[34]

4۔ مہاجرین کے نام پر دغابازی کا رجحان

مہاجرین کو اسلامی وقار برقرار رکھنا چاہئے، آج مسلمان ممالک کے بعض لوگ دھوکہ دہی کرتے ہوئے مہاجر کے نام کو ویزے اور نیشنلٹی کے حصول کے لئے استعمال کرتے ہیں، اور اس بنیاد پر یورپی ممالک میں جاکر دین کو خیر باد کہہ دیتے ہیں، جس کی وجہ سے عالمی سطح پر مہاجرین کی بدنامی ہورہی ہے اور اصل مہاجرین کے لئے بڑے مسائل پیدا ہورہے ہیں، اور ان کے اعتماد کو ٹھیس پہنچا دیتے ہیں، اس قسم کے حربوں سے مہاجرین دن بدن اپنا وقار کھو بیٹھتے ہیں، حالانکہ سیرت طیبہ کے مطالعے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مسلمانوں نے ہر قسم کی تکلیف برداشت کرنے کو گوارا کیا لیکن اپنے وقار کھو بیٹھنے کے لئے تیار نہیں ہوئے۔ حبشہ کی ہجرت میں مہاجرین نے اپنا وقار برقرار رکھا، نجاشی بادشاہ کے دربار میں حضرت جعفر طیارؓ نے بیان کیا اور عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں صحیح حقائق سامنے پیش کئے، اور فرمایا:

نقول فيه الذي جاءنا به نبينا صلى الله عليه وسلم: هو عبد الله ورسوله وروحه وكلمته ألقاها إلى مريم العذراء البتول[35]

"ہم عیسیٰ علیہ السلام کے بارے وہی بات کہتے ہیں، جو ہمارے نبی کریم ﷺ لے کر آئے ہیں۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے، اس کے رسول، اس کی روح اور اس کا وہ کلمہ ہے جیسے اللہ نے کنواری پاکدامن حضرت مریم علیہا السلام کی طرف القا کیا ہے۔"

اس وقت صحابہ کو یہ خطرہ تھا کی کہیں نجاشی اس پر ناراض نہ ہو جائے لیکن اس کے باوجود انھوں نے سچ کہا، جس کی وجہ سے نجاشی نے ان کا کلام سنتے ہی فرمایا:

والله ما عدا عيسى ابن مريم ما قلت هذا العود.[36]

"خدا کی قسم! جو کچھ تم نے کہا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے ایک تنکے کے برابر بھی بڑھ کر نہ تھے۔"

نجاشی نے ان کے تحفے تحائف واپس کئے اور صحابہ کرامؓ کو امن سے زندگی گزارنے کی اجازت دے دی۔ اس طرح جب مسلمان مدینہ منورہ گئے تو وہاں کے انصار نے جائیداد اور مال پیش کیا لیکن انھوں نے جواب دیا کہ ہم تاجر ہیں، بازار میں جاکر کر تجارت کر لیں گے، گویا اپنی عزت اور وقار کو زندہ رکھنے کے لئے ان کے سامنے اپنی محتاجی کا اظہار ہی نہیں کیا۔ اس سے اس اصول کا اندازہ لگتا ہے کہ پناہ گزین کسی ملک میں اپنی عزت وو قار نہ کھو بیٹھیں، اور نہ ہی ملک کی رازوں کو فاش کریں۔

5۔ قیادت کا فقدان

مہاجرین اور پناہ گزین میں قیادت کا فقدان ہوتا ہے جس کی وجہ سے ان کے مسائل اور مشکلات کا حل نہیں نکلتا ہے، ہجرت حبشہ اور ہجرتِ مدینہ کے تناظر میں اگر ہم دیکھ لیں تو ان مہاجرین کو ایسی قیادت ملی، جن کی جرات وبھادری کا پوری دنیا نے اعتراف کیا، حبشہ کی ہجرت میں حضرت جعفر طیارؓ سے نجاشی نے پوچھا کہ یہ کونسا دین ہے جس کی بنیاد پر تم اپنی قوم سے علیحدگی اختیار کر لی ہے، لیکن میرے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے اور نہ ہی ان ملتوں میں سے کسی کے دین میں داخل ہوئے ہو۔[37] حضرت جعفر طیارؓ نے نجاشی کے دربار میں اٹھ کر اپنا دفاع کیا اور طویل تقریر کی:

أيها الملك كنا قوما أهل جاهلية نعبد الأصنام ونأكل الميتة ونأتي الفواحش ونقطع الأرحام ونسيء الجوار ويأكل القوي منا الضعيف فكنا على ذلك حتى بعث الله إلينا رسولا منا، نعرف نسبه وصدقه وأمانته وعفافه فدعانا إلى الله لنوحده ونعبده ونخلع ما كنا نعبد نحن وآباؤنا من دونه من الحجارة والأوثان وأمرنا بصدق الحديث وأداء الأمانة وصلة الرحم وحسن الجوار والكف عن المحارم والدماء ونهانا عن الفواحش وقول الزور وأكل مال اليتيم وقذف المحصنات وأمرنا أن نعبد الله وحده لا نشرك به شيئا وأمرنا بالصلاة والزكاة والصيام.[38]

"اے بادشاہ! ہم ایسی قوم تھے کہ جو جاہلیت میں مبتلا تھے، ہم بت کو پوجتے تھے، مردار کھاتے تھے، بدکاریاں کرتے تھے، قرابتداروں سے تعلق توڑتے تھے، ہمسائیوں سے بدسلوکی کرتے تھے، اور ہم میں سے طاقتور کمزور کو کھا رہا تھا، ہم اسی حالت میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے ایک ایسا رسول بھیجا، اس کی عالی نسب، سچائی، امانت اور پاکدامنی ہمیں پہلے سے معلوم تھی، اس نے ہمیں اللہ کی طرف بلایا، اور سمجھایا کہ ہم صرف ایک اللہ کو مانیں اور اس کی عبادت کریں، اور اس کے سوا جن پتھروں اور بتوں کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے، انھیں چھوڑ دیں۔ اس نے ہمیں سچ بولنے، امانت ادا کرنے، قرابت جوڑنے، پڑوسی سے اچھا سلوک کرنے اور حرام کاری وخونریزی سے باز رہنے کا حکم دیا ہے۔ اور فواحش میں ملوث ہونے، جھوٹ بولنے، یتیم کا مال کھانے اور پاکدامن عورتوں پر جھوٹی تہمت لگانے سے منع کیا۔ اس نے ہمیں یہ بھی حکم دیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، اس نے ہمیں نماز، روزہ اور زکوۃ کا حکم دیا۔"

اس بیان کا اثر نجاشی پر ہوا اور اس نے ان مہاجرین کو پناہ دینے کا حکم جاری کیا۔ اس سفر میں مسلمانوں کے قائد نے جو بیان دیا، وہ تاریخ میں اپنی مثال آپ ہے، اس طرح مدینہ منورہ کی ہجرت میں خود نبی کریم ﷺ بحیثیتِ قائد اور رہنماء سامنے آئے، تو جس سفر کے قائد نبی کریم ﷺ ہو اس کی کامیابی میں کیا شک ہے۔

آج مہاجرین اور پناہ گزین کی ناکامی کی ایک وجہ قیادت کا فقدان ہے، ہر جگہ کمزور اور ناکام قیادت کی وجہ سے پناہ گزین مار کھا رہے ہیں، کوئی بندہ ایسا بہت کم میسر آتا ہے جو اس میدان میں اپنے اظہار مافی الضمیر کو بین الاقوام تک پہنچائے اور ان کو مطمئن کر لیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جب قیادت مضبوط ہو تو وہ پناہ گزین کی بات ہر جگہ پیش کر سکے گا اور مسائل ومشکلات کا حل نکالنے میں کامیاب ہو گا، ورنہ ناکامی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

6۔پناہ گزین کے خلاف شکایات

مختلف ممالک میں پناہ گزین کے خلاف اکثر شکایات کی جاتی ہیں، جس پر بعض اوقات جلدی سے ایکشن لیا جاتا ہے حالانکہ وہ حقیقت کے برعکس ہوتا ہے، بہت سے مہاجرین مختلف ممالک کے جیل خانوں میں پڑے ہیں، اس لئے اس باب میں تحقیق کی ضرورت ہوتی ہے، بغیر تحقیق کے اس قسم کی شکایات پر عمل درآمد نہیں کرنا چاہئے، نجاشی بادشاہ کو جب مشرکین مکہ نے شکایت کی تو انھوں نے ایکشن لینے کے بجائے اس کی تحقیق کی اور ان کو بلوا کر ان سے بیان ریکارڈ کیا۔

مہاجرین کے مشکلات کا حل

کسی بھی میدان میں صرف مشکلات اور مسائل نہیں ہوتے ہیں بلکہ ان کا حل بھی ہوتا ہے، اس کے حل کے لئے تجاویز پیش کرنا ماہرین کی ایک ذمہ داری بنتی ہے، اس لئے اس موقع پر بھی پناہ گزین کے حقوق وفرائض اور مسائل ومشکلات کے ساتھ ساتھ اس کا حل بھی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں پیش کیا جاتا ہے۔ جس کے چند اہم پہلو اور بنیادی نکات حسب ذیل ہیں:

1۔بھائی چارے کا قیام

مہاجرین کے مشکلات اور مسائل کم کرنے لئے سب سے زیادہ اور مؤثر ذریعہ آج بھی مؤاخات کا قیام ہے، اگرچہ مؤاخات مدینہ کی مثال قائم نہیں کی جا سکتی تاہم اگر اس کا عشر عشیر ہو جائے تو بھی کافی حد تک مسائل کا حل نکل سکتا ہے، اس کے لئے یہ طریقہ اختیار کرنا چاہئے کہ جس علاقے اور جس گاوں میں پناہ گزین رہ رہے ہیں، وہاں کے علماء اور سماجی شخصیات لوگوں میں یہ آگہی پیدا کرنے کی کوشش کریں کہ یہ آپ کے بھائی ہیں ان کے ساتھ بھائیوں جیسا سلوک کر لیں، تو اس صورت میں لوگ ان کے غم ودرد میں شریک ہو کر ان کے مسائل ومشکلات میں کمی پیدا کر لیں گے۔

2۔دیانت داری اور امانتداری ملحوظ رکھنا

مہاجرین اور پناہ گزین کے لئے ضروری ہے کہ وہ امانت داری اور دیانتداری کو ملحوظ رکھیں، عموماً مسائل دغابازی اور دھوکے کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں، اس سلسلے میں نہ عوام سے دھوکہ کرنا چاہئے نہ حکومتِ وقت سے اور نہ بین الاقوامی اداروں۔ آج پناہ گزین ایک کے بجائے دو چار عالمی اداروں سے امداد لیتے ہیں، اور اس حوالے سے دھوکہ دہی کرتے ہیں۔ اس لئے پناہ گزین کے مشکلات میں کمی پیدا پیدا کرنے کے لئے دغابازی سے دور رہنے کی ضرورت ہے۔ ہجرت حبشہ سے اس کا اندازہ ہوتا ہے، کہ حضرت جعفر طیارؓ سے نجاشی بادشاہ نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اپنے عقیدے کی وضاحت طلب کی، تو آپ نے سچ بھول دیا، جس کی وجہ سے تمام معاملہ آسان ہو گیا۔ آج بھی اگر ہم سچ بھولیں، تو ہم کامیاب ہوں گے، دغابازی اور فراڈ سے دور رہیں تو کامیاب وکامران ہوں گے، لیکن افسوس کہ پناہ گزین کسی ملک کی شہریت حاصل کرنے کے لئے دھوکہ دہی کرتے ہیں اور مختلف اداروں سے امداد حاصل کرنے کے لئے جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں، جس کی وجہ سے ان کو اکثر اوقات مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

3۔پناہ ضرورت کی حد تک لینا

مسائل ومشکلات اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب انسان اپنے حق پر صبر نہیں کرتا، اس طرح پناہ گزین بھی جب اپنے حق پر صبر نہیں کرتے بلکہ اس سے تجاوز کر جاتے ہیں، تو مسائل ومشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً پناہ گزین کے لئے جو وقت مقرر ہوتا تو ضرورت ختم ہونے کی صورت میں ان کو وطن واپسی کرنا چاہئے، یہ ایک طرف اگر بین الاقوامی قانون ہے تو دوسری طرف نبی کریم ﷺ کے فرمان سے بھی اس کا اندازہ ہوتا ہے، آپ ﷺ نے مہاجرینِ حبشہ سے ارشاد فرمایا:

فالحقوا ببلاده حتى يجعل الله لكم فرجاً ومخرجاً مما أنتم فيه۔[39]

جب تک یہاں کے حالات ٹھیک نہیں ہوتے تب تک آپ لوگ وہاں چلے جاؤ۔

اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حبشہ کے مہاجرین کو حالات ٹھیک ہونے تک وہاں رہنے کی ہدایت جاری کی، جب کہ حالات درست ہونے کے بعد واپسی کا پہلے سے حکم دیا، آج حالات درست ہونے کے بعد بھی مہاجرین واپسی کا نام نہیں لیتے جس کی وجہ سے پناہ دینے والے ملک اور اس کے صاحب اقتدار لوگ پناہ گزین کے ساتھ مشت و گریبان ہو جاتے ہیں۔

نتائج تحقیق

1۔پناہ گزین کی جان ومال کو تحفظ فراہم کرنا شرعی اور قانونی ذمہ داری ہے، جس کی پاسداری کا لحاظ رکھنا ہر شہری کے لئے ضروری ہے۔

2۔پناہ گزین کے نظریے اور عقیدے کا تحفظ کرنا اسلامی اور بین الاقوامی قوانین کا تقاضا ہے، اس لئے اس حوالے سے لوگوں میں تقریر و تحریر کے ذریعے آگہی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

3۔پناہ گزین کی رہائش، خوراک اور علاج معالجے میں ان کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے، بالخصوص ابتدائی مراحل میں جب ان کا نہ گھر ہو اور نہ کوئی سایہ، اس وقت ان کے ساتھ تعاون کرنا شرعی اور قانونی نقطہ نظر سے اور بھی زیادہ اہم اور ضروری ہے۔

4۔مہاجرین کو عام طور پر سماج میں حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے، اس لئے اس رجحان کی اصلاح کرنے کی ضرورت ہے اور لوگوں کو قرآن وسنت کی روشنی میں ہجرت کی اہمیت اور مہاجرین کے مقام سے روشناس کرانا چاہیے۔

5۔پناہ گزین کا ایک بنیادی مسئلہ غربت وافلاس ہے، اس لئے اسلامی تعلیمات اور بین الاقوامی قوانین کے تناظر میں ان کا یہ حق بنتا ہے کہ ان کے معاش کو مستحکم کرنے میں حکومتِ وقت اور مخیر حضرات بھرپور حصہ لیں۔

6۔مہاجرین اور پناہ گزین کے نام پر دغا بازی کا جو رجحان بڑھتا جارہا ہے، اس حوالے سے قانون سازی کی ضرورت ہے اور اس عمل کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے۔

سفارشات

1۔اس کانفرس کی وساطت سے یہ سفارش کی جاتی ہے کہ جو لوگ پناہ گزینوں پر تشدد اور ظلم وجبر کرتے ہیں اور ان کے حقوق کو پامال کرتے ہیں، اس قسم کے لوگوں کو سزا دینی چاہیے تاکہ ان مظالم کا سدباب ہو سکے۔

2۔جس علاقے یا جس ملک میں پناہ گزین ہوں، وہاں کے علماء اور سماجی شخصیات کو چاہیے کہ وہ لوگوں میں پناہ گزینوں کے حقوق کے حوالے سے آگہی پیدا کریں، تاکہ علاقے کے لوگ ان پناہ گزینوں کے غم ودرد میں شریک ہو کر ان کے مسائل ومشکلات کو حل کرنے میں اپنا کردار ادا کریں۔

3۔جو لوگ مراعات کے حصول کے لئے مہاجرین اور پناہ گزین کا نام استعمال کر رہے ہیں، اور ہجرت کے مقدس نام کو بدنام کرنے کا سبب بنتے ہیں ان کے حوالے سے ملکی اور بین الاقوامی سطح پر قانون سازی کی جائے اور ایسے لوگوں کو قرارِ واقعی سزا دی جائے تاکہ آئندہ کے لئے اس رجحان کا سدباب ہو سکے۔

4۔ پناہ گزینوں کو بھی چاہئے کہ وہ لوگوں پر بلاوجہ بوجھ نہ بنیں بلکہ ضرورت پوری ہوتے ہی ان کو وطن واپس جانا چاہیے، نیز پناہ گزینی کے زمانے میں بھی مہاجرینِ مدینہ کے طرزِ عمل کو اپناتے ہوئے کسبِ معاش کے جائز اور قانونی ذرائع اختیار کرنے چاہیں تاکہ معاشرے میں ان کا مقام ومرتبہ برقرار رہے اور وہ لوگوں کے طعن وتشنیع سے بچ کر عزت والی زندگی گزار سکیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

1 دروس وعبر من الهجرة النبوية، علي بن نايف الشحود، دار الفكر،بيروت1998ء، ص: 25

Duros wa Aibar minal Hijrat i nabawiya, Ali Bin Nayif Alshhud, Darul Fikr,Birut, 1998, P: 25

2 شرح ثلاثة الأصول، محمد بن صالح بن محمد العثيمين (م:1421ھ)،دار الثريا للنشر،ط:4،2004م،ص:129

Sharh Salasat Ul Usool, Muhammad bin Salih bn Muhammad alusaimeen, Dar ussraya linnashr, 2004,P:129

3 [المدثر:(74) 5]

Al Mudasir (74) 5

4 صحيح البخاري، بَابُ الِانْتِهَاءِ عَنِ المَعَاصِي، رقم الحديث:6484،دار طوق النجاة، مصر،1422ھ،8/ 102

Saheh e Bukhari, Bab alaintiha anil Maasi, Raqmul Hadees: 6484, Dar Tuq alnijah Ejypt, 1422, 8/102

5 شرح الأصول الثلاثة، عبدالعزيز بن باز، سلسلة منشورات مؤسسة شبكة نور الإسلام، ط: الأولى،2010م، ص:39

Sharh Al ul Usool Alsalasa, Abdul Aziz bin Baz, slisilatu Manshurat Muassat Shibkat nooril Islam, 2010, P: 39

6 شرح الأصول الثلاثة،عبدالعزيز بن باز، سلسلة منشورات مؤسسة شبكة نور الإسلام، ط: الأولى،2010 م، ص: 39

Sharh Alul Usool Alsalasa, Abdul Aziz bin Baz, slisilatu Manshurat Muassat Shibkat nooril Islam, 2010, P: 39

7 إنجاح حاجة السائل في أهم المسائل، أبو خالد أحمد بن حمود الخالدي، دار الحديث الخيرية، مكة المكرمة ص: 27

Injah Haja assayil fi Aham Masayil, Abu Khalid Ahmad bn Hamood alKhalidi, Darl Hadees Al Khariya, Makkamukarama,P: 27

8 Guaid for refugees 2013, www.unhcr.org

9 الحديث الموضوعي، المادة للماجستير، جامعة المدينة العالمية،2010،ص:32

Hadees Muzoyi, Almadatu lil Majistir, Jamia Almadina Alalamia, 2010,P: 32

10 سیرت سرور عالم، سید ابو الاعلی مودودی، ترجمان القرآن لاهور، 1978ء، ج:2، ص: 563،564

Seerati Sarwar e Alam, Syed abul ala mududi, Tarjamanul Quran Lahor, 1978, 2/563-564

11 نهاية الإيجاز في سيرة ساكن الحجاز، رفاعة رافع بن بدوي (م: 1290ھ)، دار الذخائر،القاهرة، 1419ھ، ج/1،ص: 189

Nihayatul ejaz fi Seerat sakinil Hijaz, Rifaeey Rafiee bin Badwi, Dar Azakhayir, Alqahira, 1419, 1/189

12 دروس وعبر من الهجرة النبوية، علي بن نايف الشحود، دار الفكر،بيروت1998ء، ص: 176

Duros wa Aibar minal Hijrat i nabawiya, Ali Bin Nayif Alshhud, Darul Fikr,Birut, 1998, P:176

13 الرحيق المختوم صفي الرحمن المباركفوري (م: 1427ھ)، دار الهلال، بيروت، ص: 81

Al Raheeq ul Makhtum, Safi Ur Rahman Mubarkfuri, Darul Hilal, birut:81

14 حياة محمد صلى الله عليه وآله وسلم، محمد حسين هيكل، مكتبةالشيخ محمد مصطفى المراغي س،ن، ص: 107

Hayat e Muhammad (SAW), Muhammad Hussain Haikl, Maktabatu Shaikh Mustafa Al Maraghi, P: 107

15 سيرة ابن اسحاق، محمد بن إسحاق، ت : سهيل زكار، دار الفكر،بيروت، ط: الأولى،1978م، ص: 213

16 الرحيق المختوم، صفي الرحمن المباركفوري (المتوفى: 1427ھ) المكتبة السلفية، لاهور، س،ن،ص: 228

Al Raheeq ul Makhtum, Safi Ur Rahman Mubarkfuri, Maktaba Assalafiya Lahor: 228

17 حياة محمد صلى الله عليه وآله وسلم محمد حسين هيكل (المتوفى: 1376ھ) مكتبةالشيخ محمد مصطفى المراغي س،ن، ص: 107

Hayat e Muhammad (SAW), Muhammad Hussain Haikl, Maktabatu Shaikh Mustafa Al Maraghi, P: 107

18 الرحيق المختوم، صفي الرحمن المباركفوري (المتوفى: 1427ھ) المكتبة السلفية، لاهور، س،ن، ص: 229

Al Raheeq ul Makhtum, Safi Ur Rahman Mubarkfuri, Maktaba Assalafiya Lahor: 229

19 السيرة النبوية دروس وعبر، مصطفى بن حسني السباعي (م:1384ھ)، المكتب الإسلامي، 1985م،ص:76

Al Seerah Al Nabawiya Duros wa Aibar, Mustafa Hassan Al Sibaghi, Al maktab Al Islami, 1985.P:76

20 دروس وعبر من الهجرة النبوية علي بن نايف الشحود، دار الفكر،بيروت1998ء، ص: 25

Duros wa Aibar minal Hijrat i nabawiya, Ali Bin Nayif Alshhud, Darul Fikr,Birut, 1998, Pae: 25

21 إمتاع الأسماع، أحمد بن علي المقريزي (المتوفى: 845ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت، 1999م، 1/ 51

Imtaul Asma, Ahmad bin Ali Almuqrizi, Darul kutub Al ilmiya, birut, 1999,1/51

22 دروس حركية من الهجرة، الدكتور عبدالحي الفرماوي، أم القرى، مكة المكرمة، ص:16

Duroos Harakiya minal Hijra, Dr.Abdul Hayi Al farmawi, Makka,P:16

23 Guaid for refugees 2013, www.unhcr.org

24 [آل عمران:(3) 139]

Ali Imran (3) 139

25 دروس وعبر من الهجرة النبوية ، علي بن نايف الشحود، دار الفكر،بيروت1998ء، ص: 26

Duros wa Aibar minal Hijrat i nabawiya, Ali Bin Nayif Alshhud, Darul Fikr,Birut, 1998, P: 26

26 فقه السيرة محمد سعيد رمضان البوطي، دار الفكر،بيروت، ط:السابعة، 1397، ص: 173

Fiqhu Seerah , Muhammad Saeed Ramzan Albaoti, Darul fikr, Birut,1797,P: 173

27 www.unhcr.org

28 [آل عمران:(3) 26]

Ali Imran (3) 26

29 [النساء:(4) 139]

Al Nisa (4) 139

30 الرسول القائد، محمود شيت خطاب (م: 1419ھ)، دار الفكر، بيروت، 1422 ھ، ص: 153

Al Rasool Al qaid, Mihmood sheet Khitab, darul Fikr, Birut, 1422,P: 153

31 فقه السيرة النبوية، منير محمد الغضبان (م: 1435ھ)، جامعة أم القرى، 1992م، ص: 363

Fiqhu Seerah Al Nabaviya, Muneer Muhammad Al Ghadban, Jamia Ummul Qura 1992,P: 363

32 [الحشر:(59) 9]

Al Hashar (59) 9

33 Guaid for refugees 2013, www.unhcr.org

34 سيرة ابن هشام، عبد الملك بن هشام ، شركة مكتبة مصطفاالحلبي بمصر، ط:2، 1955 م، 3/ 231

Seerat ibni Hisham, Abdul Malik bin Hisham, Shirkatu Maktaba Mustafa ,Ejypt, 1955, 3/231

35 سيرة ابن هشام، عبد الملك بن هشام ، شركة مكتبة مصطفاالحلبي بمصر، ط:2، 1955 م، 1/ 291

Seerat ibni Hisham, Abdul Malik bin Hisham, Shirkatu Maktaba Mustafa ,Ejypt, 1955, 3/291

36 سيرة ابن هشام، عبد الملك بن هشام ، شركة مكتبة مصطفى الحلبي بمصر، ط:2، 1955 م، 1/ 291

Seerat ibni Hisham, Abdul Malik bin Hisham, Shirkatu Maktaba Mustafa ,Ejypt, 1955, 3/291

37 الرحيق المختوم، صفي الرحمن المباركفوري (المتوفى: 1427ھ) المكتبة السلفية، لاهور، س،ن، ص:137

Al Raheeq ul Makhtum, Safi Ur Rahman Mubarkfuri, Maktaba Assalafiya Lahor: 137

38 الروض الأنف، أبو القاسم عبد الرحمن بن عبد الله السهيلي (م: 581ھ)، ت: عمر عبد السلام السلامي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: الطبعة الأولى، 1421ھ/ 2000م، 3/ 150

Al Rozul Unf, Abu Al qasim Abur Rahman bin Abdullah Al Suhayli, Dar Ihya Al Turas Al Abarabi, Birut, 2000, 3/150

39 دلائل النبوة، أحمد بن الحسين بن علي البيهقي، دار الكتب العلمية،بيروت،ط: الأولى، 1405 ھ، 2/ 301

Dalayil Al Nubuwa, Ahmad Bin Al Hussain bin Ali Al baihaqi, Dar alkutub Al Ilmiya, Birut, 1405, 2/ 301